© rasailojaraid.com

علمائے اودھ اور معقولات

از جناب مسعود انور علوی کاکوروی

اگر ہم تاریخ ہند کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کے تمام علاقوں میں کسی نہ کسی دور میں علماء و ارباب کمال پیدا ہوتے رہے ہیں۔ لیکن اس کہنے میں مطلق تامل نہ ہوگا کہ اودھ کے علاقے کو عموماً اور دارالسلطنت لکھنؤ اور اس کے مضافات کو خصوصاً کسی نہ کسی جہت سے ان مقامات پر فوقیت حاصل ہے۔ خصوصاً صوبہ اودھ کا وہ دور جو نواب سعادت خاں برہان الملک (۱۷۲۲ء/۴-۱۱۳۳ھ ـــ ۱۷۳۸ء/۱۱۵۱ھ) سے آخری تاجدار اودھ نواب واجد علی شاہ اختر (۱۸۴۷ء ۱۲۶۲ھ - ۱۸۵۶ء/۱۲۷۱ھ) تک کا ہے نابغۂ روزگار افراد کا گہوارہ ہے۔ فنون لطیفہ اور دیگر علوم کی ترقی جیسی اس دور میں ہوئی اس کی مثال مشکل سے کسی دور میں ملے گی۔ آئندہ سطور میں اودھ میں منطق و فلسفہ کی ترویج و اشاعت اور اس سلسلے میں یہاں کے علماء کی قلمی نگارشات کا ایک جائزہ پیش خدمت ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہندوستانی علما نے فقہ کے بعد معقولات پر سب سے زیادہ توجہ صرف کی۔ معقولات میں درج شدہ چھ علوم آتے ہیں: ۱۔ فلسفہ طبیعیات و الٰہیات ۲۔ علم منطق ۳۔ علم مباحثہ و مناظرہ ۴۔ علم ریاضی ۵۔ حکمت عملی ۶۔ طب۔ ان چھ علوم کی بھی متعدد قسمیں ہیں مثلاً ریاضی میں ہندسہ، جرثقیل، حساب، جبر و مقابلہ، ہیئت، اصطرلاب، موسیقی، اقلیدس اور مساحت وغیرہ ہیں۔

علوم عقلیہ کی تاریخ بہت کافی پرانی ہے۔ یونان میں اب سے کئی ہزار سال پیشتر ان علوم کا چرچا تھا۔ مختلف مکاتبِ فکر کے فلسفی موجود تھے۔ فلسفیانہ علوم کی ابتدا حکیم لقمان سے ہوئی۔ بعدازاں یہ علم سقراط تک پہنچا اس کے بعد اس کے شاگرد افلاطون نے اس کی ترویج و اشاعت کی۔ افلاطون کی موت کے بعد اس کے شاگرد ارسطو نے اس علم کو اوجِ کمال پر پہنچایا اور اس میں کامل مہارت حاصل کی۔ فن منطق کا موجد و بانی بھی وہی ہے، اسی لئے اسے معلم اول کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

یہ کلیہ ہے کہ علوم و فنون کی نشو و نما اور ترقی و ترویج قوموں کے زوال و عروج کی رہینِ منت ہوتی ہے۔ چنانچہ یونان کے زوال کے ساتھ ہی یہ فلسفیانہ علوم بھی متاثر ہوئے۔ علوم عقلیہ کی بیش قیمت کتابیں جو کبھی کحل البصر رہ چکی تھیں لائبریریوں اور کتاب خانوں کی زینت بن کر رہ گئیں۔ لیکن جب مسلمانوں کو غلبہ و اقتدار حاصل ہوا تو اموی خلیفہ خالد بن یزید بن معاویہ (۸۵ھ/۷۰۴ء) جو علوم عقلیہ کا عاشق و شیفتہ تھا نے کیمیا سے متعلق کتابوں کو عربی زبان میں منتقل کرایا۔ عیسائی مترجمین نے طبیعیات کی کچھ کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا۔ مسلمانوں نے جب [illegible] سے [illegible] ان کی دلچسپی بڑھی۔ خلفائے عباس میں ہارون رشید (۱۷۰ھ/۷۸۶ء ــــ ۱۹۳ھ/۸۰۹ء) اور مامون (۱۹۸ھ/۸۱۳ء ــــ ۲۱۸ھ/۸۳۳ء) کو ان علوم سے بڑی دلچسپی

© rasailojaraid.com

تھی۔ چنانچہ فلسفہ کی متعدد کتابوں کے عربی تراجم ہوئے۔ مامون نے [illegible] سے ترجمے کرائے۔ ان میں حنین بن اسحٰق اور ثابت بن قرہ وغیرہ [illegible] رفتہ رفتہ مسلمانوں کا شوق اور شغف بڑھتا گیا اور ان میں بلند پایہ فلسفی اور علوم عقلیہ کے ماہرین پیدا ہوئے جن میں ابونصر فارابی (۹۵۰ء)، ابن سینا (۱۰۳۸ء) ابن رشد (۱۱۹۸ء)، ابوبکر صائغ اندلسی، فخرالدین رازی، نصیرالدین طوسی، قطب الدین شیرازی، جلال الدین محقق دوانی، فاضل میرزا جان، سید شریف جرجانی، میر زاہد ہروی اور خواجہ حسن شاہ بہاری جیسے عبقری خاص توجہ کے مستحق ہیں۔ جنھوں نے اپنی عبقریت اور عقلی موشگافیوں کی بنا پر علوم عقلیہ نے شائقین پر عظیم احسان کیا اور ان کے افکار کے واسطے راہیں کھولیں۔

تاریخ کے مطالعہ سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ابتدائی دور کے مسلمانوں نے زمانۂ جاہلیت کے اپنے پیش روؤں سے "علوم عقلیہ" میں سے بطور وراثت کچھ بھی نہ پایا۔ اسلامی فلسفہ کا موجد و مخترع اور بانی کون ہے اس کے بارے میں حتمی فیصلہ مشکل ہے۔ مگر مروج اور متداول فلسفہ جو کہ اسلامی میں موجود اور خصوصاً ہندوستان میں رائج ہوا اس کا اصل موجد اور بانی تو ارسطو ہے لیکن چوں کہ شیخ الرئیس بوعلی سینا نے اس فلسفہ کی تعبیر و توجیہہ کی تھی، اس لئے وہی اس نوع سے اسلامی فلسفہ کا بانی و واضع ہے جو ارسطو کے افکار و تصورات اور باطنی فرقہ کی تعلیمات کا امتزاج تھا۔[۱]

یہی ارسطاطالیسی، ابن سینائی فکری نظام پوری اسلامی دنیا اور بالخصوص برصغیر پاک و ہند میں فلسفۂ اسلامی کا مصداق بن کر پھیل گیا۔ اس فلسفہ کی تعلیم کا آخری سلسلہ محقق دوانی اور محقق طوسی کی وساطت سے شیخ الرئیس ابن سینا ہی تک پہنچتا ہے۔

۱۔ الرد علی المنطقیین۔ ابن تیمیہ: ۱۴۳-۱۴۴۔

© rasailojaraid.com

[illegible] فکر کی ابتدا حدیث و فقہ سے ہوئی۔ چند معاشرتی اور [illegible] عہد میں فلسفہ کے خلاف شدید بیزاری پائی جاتی تھی۔ سلطان شمس الدین التتمش کے دربار میں سید نور الدین مبارک غزنوی [illegible] کے خلاف بڑی شد و مد سے وعظ بیان کرتے تھے۔

و ریشہ علوم فلاسفہ و معتقدان معقولات فلاسفہ از دربلاد
و ملک خود بحدی بکنند و علوم فلسفہ را سبق گفتن را ی
و جہ کلی روانہ ندارند[1]

علوم عقلیہ سے بیزاری و نفرت کی کیفیت غیاث الدین بلبن (۱۲۶۶ء۔۱۲۸۸ء) اور جلال الدین خلجی (۶۸۸ھ/۱۲۸۹ء۔۶۹۵ھ/۱۲۹۵ء) کے عہد تک رہی۔ علاء الدین خلجی کے عہد (۶۹۵ھ/۱۲۹۵ء۔۷۱۶ھ/۱۳۱۶ء) کے علماء کی سرگرمیوں کے ضمن میں مولانا ضیاء الدین برنی نے معقولات و منطق کا نام لیا ہے۔ محمد بن تغلق (۷۲۵ھ/۱۳۲۴ء۔۷۵۲ھ/۱۳۵۱ء) فلسفہ کا بڑا شائق تھا۔ چنانچہ اس کے دور میں معقولات کو کافی ترقی ہوئی۔ برنی کے قول کے مطابق اس کے درباری علماء میں مولانا علیم الدین فلسفی بھی شامل تھے جن سے وہ باقاعدہ بحث کرتا تھا۔ علوم عقلیہ میں محمد بن تغلق کے شغف و انہماک کا علم ابن بطوطہ کی درج ذیل شہادت سے ہوتا ہے:

"فقد رأیت من الهند یتذاکر بین یدیه
بعد صلوة الصبح فی العلوم المعقولات خاصة[2]"

میں نے شہنشاہِ ہندوستان کے روبرو فجر کی نماز کے بعد علوم ـــ معقولات پر

۱۔ تاریخ فیروز شاہی، ضیاء الدین برنی (کلکتہ ۱۸۶۲ء): ۴۳

۲۔ الرحلۃ ابن بطوطہ (الطبعۃ الاولیٰ، مصر المطبعۃ الازہریۃ ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۸ء) ۲: ۲۸۱۔

© rasailojaraid.com

مذاکرہ ہوتے دیکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب بادشاہ محمد تغلق خود مباحثوں میں شریک ہوتا ہو تو پھر کوئی وجہ نہ تھی کہ اس کے درباری علماء اس سے پہلو تہی کرتے۔

نویں صدی ہجری کے آخر میں ملتان کے ایک عالم میر سید شریف سے اکتسابِ علم کر کے آئے۔ ان کے دو ممتاز شاگرد شیخ سماء الدین ملتانی اور مولانا فتح اللہ ملتانی ہوئے۔ مولانا فتح اللہ کے صاحب زادہ مولانا ابراہیم کے علاوہ مولانا عبداللہ تلمبی اور شیخ عزیز اللہ ملتانی بھی ان کے شاگرد ہوئے جن کی وجہ سے سکندر لودی کے عہد میں شمالی ہندوستان میں معقولات کو ترقی کے مواقع میسر ہوئے اور ایک نئی رونق ملی۔ مگر محقق دوانی کے شاگردوں نے معقولات میں بڑی موثر اور دیرپا خدمات انجام دیں۔ ان کے چھ اہم و ممتاز شاگرد لائق ذکر ہیں۔ ۱۔ ابوالفضل خطیب گازرونی ۲۔ سید ابوالفضل استرآبادی ۳۔ ملا عماد طارمی ۴۔ رفیع الدین صفوی ۵۔ خواجہ جمال الدین محمود ۶۔ میر حسین میبذی۔

موخر الذکر شاگرد ہندوستان تو نہ آسکے مگر ان کی شرح ہدایۃ الحکمۃ نے جو ان کے نام پر "میبذی" کہلاتی ہے، شہرتِ دوام حاصل کر لی۔

شہنشاہ بابر کے ہمراہ ماوراء النہر سے جو علماء آئے ان کے نصاب پر معقولات کا اثر بری طرح تھا اس لئے ہندوستان کے تعلیمی نظام پر اس کا اثر پڑنا لازمی تھا۔ نوواردوں کی اکثریت معقولیوں کی تھی[1]۔ ابوالفضل نے عہد اکبری کے علماء کو پانچ طبقوں میں دکھایا[2]۔

۱۔ چنانچہ مولانا عبدالسمیع اندجانی "شرح مواقف" اور "حکمۃ العین" کے پڑھانے میں بقول صاحب "ہفت اقلیم" احمد امین رازی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ۱۲ منہ

۲۔ تصوف و فلسفہ دونوں کے واقف کار، خداوند باطن، جو صرف تصوف کے دانائے راز، دانندۂ معقول و منقول، شناسائے عقلی کلام، دانائے نقلی مقالہ تھا۔

© rasailojaraid.com

[illegible] سب سے اہم انہوں یہ علمائے شریعت کا جو کھنچاؤ تھا¹
[illegible] معقولات کی ترویج و اشاعت اور اس کی مقبولیت کے اسباب کے
[illegible] الگ ہے اور یہی اس کی چنداں ضرورت۔

ہندوستان میں معقولات کا وہ سلسلہ جو خواجہ جمال الدین محمود سے چلا، زیادہ مقبول رہا۔ یہ سلسلہ ان کے دو شاگردوں، مرزا جان شیرازی اور امیر فتح اللہ شیرازی سے چلا ہے۔ امیر فتح اللہ شیرازی بیجاپور سے اکبری دربار آئے۔ یہاں سے شہرت و ناموری کے کمال کو پہنچے اور ہندوستان میں علوم عقلیہ کی ترویج و اشاعت زور و شور سے شروع ہو گئی جس کے نتیجے میں یہاں چوٹی کے علمائے معقولات پیدا ہوئے۔ ان میں شیخ وجیہہ الدین علوی گجراتی، ملا عبدالسلام لاہوری، مفتی عبدالسلام کاکوری دیوی، ملا عبدالحکیم سیالکوٹی، ملا کمال الدین کشمیری، ملا محب اللہ بہاری اور ملا محمود جونپوری جیسے بے شمار علماء اپنے اپنے عہد کے آفتاب و ماہتاب بن کر آسمان شہرت پر چمکے۔

ان علمائے وقت کی بساط درس پر جن فضلا نے زانوئے تلمذ تہ کیا اور اُن کے تلامذہ سے اکتساب کیا وہ بھی اپنے دور کے فارابی و ابن سینا اور ائمہ معقولات ہوئے۔ اس سلسلہ میں علمائے اودھ نمایاں اور قابل ذکر ہیں۔ ملا نظام الدین سہالوی، ملا قطب الدین شہید، ملا کمال الدین سہالوی، قاضی مبارک گوپاموی، ملا حمد اللہ سندیلوی، علامہ فضل امام خیرآبادی، علامہ فضل حق خیرآبادی، ملا عبدالعلی بحرالعلوم فرنگی محلی، ملا محمد مبین فرنگی محلی اور ملا محمد حسن جیسے علماء کی ایک طویل فہرست ہے۔

۱۔ آئین اکبری، شیخ ابوالفضل العلامی (دہلی، مطبع اسماعیلی ۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۲ء) : ۱۱۷۔

© rasailojaraid.com

فلسفہ وحکمت کے مستقل متون کی تصنیف کا آغاز الشیخ الرئیس بوعلی سینا سے ہوتا ہے۔ ذیل میں ان تصانیف کا مجملاً تذکرہ ہے جنھوں نے ہندوستانی علماء کی تدریسی وتعلیمی اور توضیحی سرگرمیوں کو بڑی حد تک متاثر کیا ہے۔

۱۔ الشیخ الرئیس کا نام سب سے زیادہ اہم ہے۔ اس کی "الشفا"، "الحکمۃ المشرقیہ" اور "کتاب الاشارات والتنبیہات" ہیں۔

۲۔ دوسری اہم کتاب شیخ سراج الدین ارموی کی "مطالع الانوار" ہے اس کی شرح قطب الدین رازی نے لکھی جس پر سید شریف جرجانی نے حاشیہ لکھا۔

۳۔ اثیرالدین ابہری (۶۶۱ھ/۱۲۶۱ء) نے ساتویں صدی کے نصف اول میں "ہدایۃ الحکمۃ" لکھی۔ اس کے تین جزو تھے۔ منطق، طبیعیات، الٰہیات۔ اول الذکر ناپید ہے۔ طبیعیات والٰہیات پر محقق دوانی کے شاگرد، میر حسین میبذی نے شرح لکھی جس کا ذکر گذر چکا ہے۔ یہ شرح ان کے نام سے منسوب ہوکر "میبذی" کہلاتی ہے۔ دوسری اہم شرح گیارہویں صدی ہجری میں صدرالدین ابراہیم شیرازی نے لکھی جو ان کے نام سے مشہور ہوکر "صدرا" کہلاتی ہے۔ اثیرالدین ابہری نے منطق کا ایک مختصر سا متن بھی "ایساغوجی" کے نام سے لکھا۔ اس پر میر سید شریف نے "میر ایساغوجی" کے نام سے شرح لکھی۔

۴۔ "شرح المطالع" اور "شرح الشمسیہ" (القطبی) کے علاوہ قطب الدین رازی "الرسالہ فی التصور والتصدیق" کے نام سے ایک مستقل رسالہ تصور وتصدیق کے موضوع پر لکھا۔ اس کی شرح میر زاہد ہروی نے القطبیہ کے نام سے لکھی۔

۵۔ "تہذیب المنطق والکلام"۔ علامہ سعدالدین تفتازانی کی "تہذیب المنطق" کے جزو منطق کی محقق دوانی نے شرح لکھی۔ اس کی تکمیل امیر فتح اللہ شیرازی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے کی۔ دوسری شرح ملا عبداللہ ایزدی نے کی۔

۱۔ "الافق المبین"۔ میر باقر داماد کی یہ کتاب بلاشبہ صفویوں کے عہد کی ایرانی فلسفیانہ عبقریت کی شاہکار ہے۔ علامہ فضل حق خیرآبادی نے اس پر حاشیہ لکھا۔

ہندوستانی مصنفین اور علمائے کرام نے علم معقولات میں بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ علمائے اودھ نے درس وتدریس اور تعلیم وتعلم ہی پر اکتفا نہ کیا بلکہ متقدمین کے فلسفہ ومنطق کے بے شمار شاہکاروں کے حواشی وشروح لکھے جو بجائے خود فلسفیانہ فکر کے شاہکار ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہاں کی فلسفہ ومنطق کی ان گنت کتابوں کا طرز بیرون ہند کی مرتب شدہ تصانیف سے کچھ زیادہ ہی اچھوتا، نیا اور مختلف رہا۔ درج ذیل تینوں عبارتوں سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اودھ کے علماء نے اپنے انداز میں کیسا اچھوتا رنگ اور تیکھاپن پیدا کیا تھا۔ علامہ محقق دوانی کا قول ہے:

قوله العلم الخ هو الصورة الحاصلة من الشیٔ
عند العقل، لم نقل حصول صورة الشیٔ
فی العقل لما فیه من المسامحة من حیث ان العلم
هو نفس الصورة لأنه من مقولة الکیف علی
الأصح لا حصولها الذی هو النسبة بین الصورة
والعقل الخ[۱]

میرزاہد ہروی کی عبارت ملاحظہ ہو:

قوله من حیث أن العلم آه (الخ) اعلم أن للعلم

۱۔ المجموعة العجیبة من ملا جلال، میرزاہد، بحر العلوم، قاضی مبارک: ۶۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معنيين، الأول المعنى المصدري، والثاني المعنى
الذي به الانكشاف، والأول هو حصول الصورة
والثاني الصورة الحاصلة ولا شك أنّ الغرض العلمي
لم يتعلق بالأول فإنّه ليس كاسبًا ولا مكتسبًا فالمراد
بحصول الصورة ههنا الصورة الحاصلة على سبيل
المسامحة هذا ما يذهب إليه النظر الجلي
ثم النظر الدقيق يحكم بأنّ المراد محصول الصورة
المعنى الحاصل بالمصدر وحقيقة ما يعبر عنه
بالفارسية بدانش۔ الخ[1]

بحر العلوم کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

"قوله والثاني "المعنى الذي به الانكشاف" وهو
العلم الحقيقي وهو الذي يفحص عن حقيقته أنه
الصورة أو غيرها ومن ادعى بداهة كنهه،
فإن أراد العلم الحقيقي فقد غلط ولم يعلم حقيقته
إلا بعد فحص غائر وإن أراد المصدري فهو حق
إلا أنّه لا نزاع بينه وبين قائلي الكسبية فإنهم
أرادوا العلم الحقيقي" الخ[2]

سلاطین مغلیہ کے زوال کے ساتھ وہ بساط علم جب دربار اودھ میں بچھی تو سلاطین اودھ

۱۔ مصدر سابق: ۵۰۔

۲۔ مصدر سابق: ۵۰۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی سرپرستی کی بنا پر اور صدیوں سے بنے ہوئے عام ہندوستانی ماحول اور رجحان کے پیشِ نظر علوم عقلیہ کا یہاں بھی دور دورہ شروع ہوگیا۔ علمائے فرنگی محل اور خیر آبادی خاندان اس سلسلہ میں خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

اب مختصر طور پر سمجھ لیا جائے کہ منطق ہے کیا؟ ۔ یہ دراصل اُن کلی قواعد کا نام ہے جن کی پابندی کرنے سے انسانی ذہن اپنے نظریات و افکار میں غلطی سے محفوظ رہتا ہے[1] اس کا خاص فائدہ یہ ہے کہ عقلی علوم صحیح طریقے سے حاصل ہوں۔ ابو نصر فارابی نے اس کو رئیس العلوم اور الشیخ الرئیس ابن سینا نے خادم العلوم کہا ہے ۔ اس کے نو ۹ بنیادی اصول ہیں: ۱۔ کلیات ۲۔ تعریفات ۳۔ تصدیقات ۴۔ قیاس ۵۔ برہان ۶۔ خطابت ۷۔ جدل ۸۔ مغالطہ ۹۔ شعر[2]

منطق کس طرح اپنے ارتقائی منازل سے گذر کر برصغیر ہند و پاک کے علمی ماحول پر مسلط ہوئی اور یہاں کے علماء نے وقتاً فوقتاً اپنی ذہنی و فکری قوت سے اس کی آبیاری کی، اس کا بہت کچھ اندازہ گذشتہ صفحات سے ہو چکا ہوگا۔ منطق کی جانب یہاں کے علماء و طلبہ کی دلچسپی و توجہ اور شغف کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ تفسیر قرآن جیسے اہم اور ضروری علم میں، تو صرف "جلالین" اور "قاضی بیضاوی" کی تفسیر اور وہ بھی سورۂ بقر تک داخل درس تھیں اور منطق میں میر سید شریف جرجانی کی "صغریٰ" سے لے کر "میر زاہد امور عامہ" تک بیس بائیس کتابیں داخلِ نصاب تھیں اور پھر بھی نہ پڑھنے والوں کی تشفی ہوتی تھی اور

۱۔ المنطق آلۃ قانونیۃ تعصم مراعاتہا الذہن عن الخطاء الفکر (القطبی)

۲۔ الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند، سید عبد الحی الحسنی الرائے بریلوی
المجمع العلمی العربی ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۸ء: ۲۵۳۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہ پڑھانے والوں کی۔

بانی درس نظامی ملا نظام الدین فرنگی محلی نے مولانا محمد واضح نبیرۂ شاہ علم اللہ رائے بریلوی کے اشکال پر آن سے منطق کے سلسلہ میں جو فرمایا اس سے منطق کی قدر و منزلت کا اندازہ ہوتا ہے:

"اما منطق، وسیلۂ ازدیاد قوت نطقیہ و طریقۂ امتیاز رائے صواب از رائے باطل است کہ مراعات قوانین منطق موجب عصمت از خطا است در فکر پس دانستن قدر ضروری ازاں واجب، چہ وے از مبادی علم اصول فقہ است و ممنوع و حرام مزاولت قواعد فلسفیہ کہ مخالف نص قرآنی و احادیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات باشند۔"[1]

یعنی رہا منطق کا معاملہ تو وہ قوت عقلیہ میں اضافہ کرتی ہے۔ اس کے ذریعہ صحیح و غلط کے درمیان فرق کیا جا سکتا ہے۔ منطق کے قواعد کو پیش نظر رکھنے سے غور و فکر میں غلطی سے بچا جا سکتا ہے۔ اس وجہ سے حسب ضرورت منطق کا جاننا ضروری ہے اس لئے کہ وہ اصول فقہ کے مبادیات میں سے ہے۔ حرام یا ممنوع اگر ہے تو وہ فلسفہ کے اُن قواعد و اصول میں مشغولیت ہے جو قرآن و احادیث کے خلاف ہیں۔

ہندوستانیوں نے منطق میں اپنا لوہا منوایا۔ ملا محب اللہ بہاری کی تصنیف "سلم العلوم" کے ذریعہ ہی عالم اسلام کی منطقی مہارت اوج کمال کو پہنچی۔ یہ کتاب اس درجہ مقبول و مشہور ہوئی کہ علمار نے اسے نصاب درس میں شامل کیا۔ اس کی

۱۔ عمدۃ الوسائل للنجاۃ، مخطوطہ فرنگی محلی کلکشن آزاد لائبریری (یونیورسٹی ضمیمہ ۳ فارسی تذکرہ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شمولیت کے ساتھ ہی متعدد علماء نے اس کے شروح و حواشی لکھے جو بجائے خود منطق کے قابل فخر کارناموں میں شمار کیے جانے کے بلاشبہ مستحق ہیں۔ جن اودھی علماء نے "سلم العلوم" کی شرح، شرح کی شرح اور اس پر حاشیے لکھے ان کی ایک بڑی تعداد ہے جن میں سے درج ذیل زیادہ اہم ہیں:

۱۔ شرح السلم۔ قاضی مبارک بن دائم گوپاموی (۱۱۴۳ھ/۱۷۳۰ء) النزہۃ ۶: ۲۴۸

۲۔ شرح السلم۔ ملا حمداللہ بن شکراللہ سندیلی (۱۱۶۰ھ/۱۷۴۷ء) ″ ۶: ۷۵

۳۔ شرح السلم۔ ملا محمد حسن فرنگی محلی (۱۱۹۹ھ/۱۷۸۵ء) ″ ۶: ۲۹۷

۴۔ مرآۃ الشروح شرح السلم۔ ملا محمد مبین لکھنوی (۱۲۵۸ھ/۱۸۴۲ء) ″ ۷: ۴۰۴

۵۔ شرح السلم۔ ملا عبدالعلی بحرالعلوم (۱۲۲۵ھ/۱۸۱۴ء) ″ ۷: ۲۸۶

۶۔ شرح السلم (بحث التصدیقات) نعیم اللہ بن شیخ الدین شوجی ″ ۷: ۵۰۷

۷۔ تکملہ شرح السلم ملا محمد حسن۔ شیخ ولی اللہ لکھنوی (۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء) ″ ۷: ۵۲۷

۸۔ حاشیہ شرح السلم۔ مولانا تراب علی لکھنوی (۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء) ″ ۷: ۱۰۵

۹۔ حاشیہ شرح السلم۔ حیدر علی بن حمداللہ سندیلوی (۱۲۱۵ھ/۱۸۰۰ء) ″ ۷: ۱۵۳

۱۰۔ حاشیہ شرح السلم ملا محمد حسن۔ مولانا تراب علی لکھنوی (۱۲۸۱ھ/۱۸۶۴ء) ″ ۷: ۱۰۵

علامہ فضل امام خیرآبادی نے منطق سے متعلق "المرقاۃ" مرتب کی۔ عبداللہ تلبنی ملتانی کی [illegible] شرح میزان المنطق" کی شرح "تشحیذ الاذہان" لکھی۔ الشیخ الرئیس کی "الشفاء" کی تلخیص [illegible] حاشیہ مرتب کیا۔ علامہ فضل حق خیرآبادی کی "الہدیۃ السعیدیۃ" بڑی اہم ہے۔ ان کے نامور خلف الرشید مولانا عبدالحق خیرآبادی کی "شرح ہدایۃ الحکمۃ" آج بھی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ ملا ولی اللہ لکھنوی کا "حاشیہ صدرا" مشہور و متداول رہا ہے۔ ملا احمد اللہ بن شکر اللہ سندیلوی کی "شرح سلم العلوم" اور "الشمس البازغہ" پر حاشیہ ان کی [illegible] پختگی اور علمی [illegible] قبول کا آئینہ ہیں۔ ملا محب اللہ بہاری کی "سلم العلوم"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

منطق کی اعلیٰ ترین متون میں سے ہے۔ ہند و بیرونِ ہند میں منطق کی کوئی بھی کتاب اس کی افادیت، مقبولیت اور معنویت سے آگے نہیں ہے۔

عالمگیر کے عہد کے عظیم معقولی اور مفکر میر زاہد ہروی کے "زوائد ثلاثہ" کا بڑا حصہ خود اُن کے طبع زاد افکار پر مشتمل ہے۔ "شرح المواقف لعضد الدین الایجی" پر انھوں نے اس وقت حاشیہ لکھا جب اُن کے شاگرد شاہ عبدالرحیم دہلوی ان سے سبق پڑھتے تھے "میر زاہد امور عامہ" کے بعد "شرح التہذیب للدوانی" کے دیباچہ پر حاشیہ لکھا جو میر زاہد ملا جلال کے نام سے مشہور ہوا۔ قطب الدین رازی کے "رسالۂ تصور و تصدیق" کی شرح لکھی جو "میر زاہد قطبیہ" کے نام سے متعارف ہوئی۔

حقیقتِ وجود کے مسئلہ میں "شرح حکمۃ العین، میر زاہد امور عامہ" کے محشیوں نے سیر حاصل بحثیں کی ہیں مگر علامہ فضل حق خیر آبادی نے اس سلسلہ میں ایک مستقل رسالہ "الروض المجود فی حقیقۃ الوجود" لکھا۔ اسی مبحث سے متعلق 'وحدت الوجود' کا مسئلہ ہے جو پورے برصغیر کی اسلامی فکر میں مابہ النزاع اور افکار کا معرکہ بنا رہا ہے۔ اس کی تائید و تردید میں جس قدر کتابیں اور رسائل معرضِ وجود میں آئے ان کا ذکر اور ان پر تبصرہ بجائے خود ایک ضخیم تصنیف کا متقاضی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس دور کے سیاسی حالات اور مذہبی و سماجی پہلوؤں پر گہری اور مجتہدانہ نظر رکھتے ہوئے 'وحدت الوجود' اور 'وحدت الشہود' میں تطبیق کی کوشش کی مگر شہودی مطمئن نہ ہو سکے اور شاہ صاحب کی اس کاوشِ ذہن و قلم سے یہی سمجھے کہ اُن کا رجحان 'وحدت الوجود' ہی کی طرف ہے۔ مولوی غلام یحییٰ بہاری (۱۱۸۰ھ/۱۷۶۷ء) نے ان افکار و نظریات کی تردید و تنقید میں ایک رسالہ "کلمۃ الحق" لکھا تو شاہ صاحب (۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) کے صاحبزادے شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء) نے اس کے رد میں "دمغ الباطل" مرتب کی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علمائے اودھ نے فلسفہ و منطق میں جو شاہکار اپنی یادگار چھوڑے ہیں ان کی ایک بڑی تعداد ہے جن میں مستقل کتب و رسائل بھی ہیں اور شروح و حواشی بھی۔ ان کتب و رسائل میں سے ایک محدود تعداد کی طباعت ہوئی اور زیادہ تر مخطوطہ کی شکل میں رہے۔ پھر استیلاءِ زمانہ اور مختلف حوادث کی وجہ سے بے شمار علمی کارنامے ضائع ہو گئے اور کچھ کے صرف نام ہی تذکرہ و تاریخ کی کتابوں کی زینت ہیں۔ کتب و رسائل کے درج کرنے میں مطبوعہ اور مخطوطہ کی صراحت کر دی گئی ہے۔ جن کتابوں کے صرف نام ہی مل سکے اور راقم کو ان کے مطبوعہ یا مخطوطہ نسخے نہ مل سکے وہ اسی طرح درج ذیل ہیں۔

ان کتب و رسائل کے متعلقہ مباحث اور فنی محاسن سے سیر حاصل بحث ایک مستقل ضخیم کتاب کی متقاضی ہے، اس لئے صرف ان کے اسماء پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ بعد ازاں طوالت کے خوف سے صرف تین شخصیتوں علامہ فضل امام، علامہ فضل حق اور مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی کے تعارف اور ان کی صرف ایک ایک شاہکار تصنیف کا خلاصہ و تعارف درج کیا جا رہا ہے:

۱۔ الرسالۃ فی تحقیق الجعل المرکب والبسیط۔ قاضی محمد پناہ بن امان جونپوری الموجودنی (۱۱۵۰ھ/۱۷۳۷ء) فرنگی محل کلکشن علی گڑھ ۸۵۹/۱۶۱

۲۔ الرسالۃ فی علم الطبیعی والالٰہی قاضی محمد پناہ بن امان جونپوری الموجودنی (۱۱۵۰ھ/۱۷۳۷ء) مظاہر العلوم سہارنپور ۵۹/۲

۳۔ شرح سلم العلوم۔ حمداللہ بن شکر اللہ سندیلوی (۱۱۶۰ھ/۱۷۴۷ء) مطبوعہ

۴۔ الحاشیۃ علی شرح ہدایۃ الحکمۃ " " " " " سبحان اللہ علی گڑھ ۱۱۰/۲۱

۵۔ الحاشیۃ علی الشمس البازغہ " " " " " " " ۱۱۰/۳۴

۶۔ التعلیقات علی شرح السلم " " " " " فرنگی محل ۱۱۴۷/۱۳۴

۷۔ شرح سلم العلوم قاضی مبارک بن دائم گوپاموی (۱۱۶۲ھ/۱۷۴۹ء) مطبوعہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

منطق کی اعلیٰ ترین متون میں سے ہے۔ ہند و بیرون ہند میں منطق کی کوئی بھی کتاب اس کی افادیت، مقبولیت اور معنویت سے آگے نہیں ہے۔

عالمگیر کے عہد کے عظیم معقولی اور مفکر میر زاہد ہروی کے "زواہد ثلاثہ" کا بیشتر حصہ خود ان کے طبع زاد افکار پر مشتمل ہے۔ "شرح المواقف لعضد الدین الایجی" پر انہوں نے اس وقت حاشیہ لکھا جب ان کے شاگرد شاہ عبدالرحیم دہلوی ان سے سبق پڑھتے تھے۔ "میر زاہد امور عامہ" کے بعد "شرح التہذیب للدوانی" کے دیباچہ پر حاشیہ لکھا جو "میر زاہد ملا جلال" کے نام سے مشہور ہوا۔ قطب الدین رازی کے "رسالہ تصور و تصدیق" کی شرح لکھی جو "میر زاہد قطبیہ" کے نام سے متعارف ہوئی۔

حقیقتِ وجود کے مسئلہ میں "شرح حکمۃ العین، میر زاہد امور عامہ" کے محشیوں نے سیر حاصل بحثیں کی ہیں مگر علامہ فضل حق خیرآبادی نے اس سلسلہ میں ایک مستقل رسالہ "الروض المجود فی حقیقۃ الوجود" لکھا۔ اسی مبحث سے متعلق 'وحدت الوجود' کا مسئلہ ہے جو پورے برصغیر کی اسلامی فکر میں مابہ النزاع اور افکار کا معرکہ بنا رہا ہے۔ اس کی تائید و تردید میں جس قدر کتابیں اور رسائل معرض وجود میں آئے ان کا ذکر اور ان پر تبصرہ بجائے خود ایک ضخیم تصنیف کا متقاضی ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس دور کے سیاسی حالات اور مذہبی و سماجی پہلوؤں پر گہری اور مجتہدانہ نظر رکھتے ہوئے 'وحدت الوجود اور وحدت الشہود' میں تطبیق کی کوشش کی مگر شہودی مطمئن نہ ہوسکے اور شاہ صاحب کی اس کاوش ذہن و قلم سے یہی سمجھے کہ ان کا رجحان 'وحدت الوجود' ہی کی طرف ہے۔ مولانا غلام یحیی بہاری (۱۱۸۰ھ/۱۷۶۷ء) نے ان افکار و نظریات کی تردید و تنقید میں ایک رسالہ "کلمۃ الحق" لکھا تو شاہ صاحب (۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء) کے صاحبزادے شاہ رفیع الدین محدث دہلوی (۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء) نے اس کے رد میں "دمغ الباطل" مرتب کی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علمائے اودھ نے فلسفہ و منطق میں جو شاہکار اپنی یادگار چھوڑے ہیں ان کی ایک بڑی تعداد ہے جن میں مستقل کتب و رسائل بھی ہیں اور شروح و حواشی بھی۔ ان کتب و رسائل میں سے ایک محدود تعداد کی طباعت ہوئی اور زیادہ تر مخطوطہ کی شکل میں رہے۔ پھر متعدد تنازعات مختلف حوادث کی وجہ سے بے شمار علمی کارنامے ضائع ہو گئے اور کچھ کے صرف نام ہی تذکرہ و تاریخ کی کتابوں کی زینت ہیں۔ کتب و رسائل کے درج کرنے میں مطبوعہ اور مخطوطہ کی صراحت کر دی گئی ہے۔ جن کتابوں کے صرف نام ہی مل سکے اور راقم کو ان کے مطبوعہ یا مخطوطہ نسخے نہ مل سکے وہ اسی طرح درج ذیل ہیں۔ ان کتب و رسائل کے متعلقہ مباحث اور فنی محاسن سے سیر حاصل بحث ایک مستقل ضخیم کتاب کی متقاضی ہے، اس لئے صرف ان کے اسماء پر اکتفا کیا جا رہا ہے۔ بعد ازاں طوالت کے خوف سے صرف تین شخصیتوں علامہ فضل امام، علامہ فضل حق اور مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی کے تعارف اور ان کی صرف ایک ایک شاہکار تصنیف کا خلاصہ و تعارف درج کیا جا رہا ہے:

۱۔ الرسالۃ فی تحقیق الجعل المرکب والبسیط۔ قاضی محمد پناہ بن امان جونپوری الموجودی (۱۱۵۰ھ/۱۷۳۷ء) فرنگی محل کلکشن علی گڑھ ۱۶۱/۸۵۹

۲۔ رسالۃ فی العلم الطبیعی والالٰہی قاضی محمد پناہ بن امان جونپوری الموجودی (۱۱۵۰ھ/۱۷۳۷ء) مظاہر العلوم سہارنپور ۲/۵۹

۳۔ شرح سلم العلوم حمد اللہ بن شکر اللہ سندیلوی (۱۱۶۰ھ/۱۷۴۷ء) مطبوعہ

۴۔ الحاشیۃ علی شرح ہدایۃ الحکمۃ " " " " " سبحان اللہ علی گڑھ ۲۱/۱۲

۵۔ الحاشیۃ علی [illegible] الشمس البازغۃ " " " " " " " " ۳۴۳/۱۲

[illegible] سلم " " " " فرنگی محل ۱۳۳/۱۱۴۷

قاضی مبارک بن دائم گوپاموی (۱۱۶۲ھ/۱۷۴۹ء) مطبوعہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۸۔ الحاشیۃ علی شرح الحکمۃ للصدرا — ملا نظام الدین بن قطب الدین سہالوی (۱۱۶۶ھ/۱۷۵۳ء) سبحان اللہ ۱۱۰/۳۸

۹۔ الحاشیۃ علی الشمس البازغہ — ملا نظام الدین بن قطب الدین سہالوی (۱۱۶۶ھ/۱۷۵۳ء) فرنگی محل ۳۵۹/۳۶

۱۰۔ حاشیۃ علی الحواشی الزاہدیۃ لتہذیب الجلال — احمد عبدالحق بن ملا سعید لکھنوی (۱۱۸۷ھ/۱۷۷۳ء) مطبوعہ

۱۱۔ تصورات شرح السلم 〃 〃 〃 〃 〃 〃

۱۲۔ سدرۃ العلوم فی شرح سلم العلوم 〃 〃 〃 〃 رضا لائبریری رامپور ۲۸۷ب

۱۳۔ الرسالۃ فی الحدوث الذاتی والزمانی — برکت اللہ (بارھویں صدی ہجری) فرنگی محل ۸۵۷/۱۵۹

۱۴۔ اسعاد الفہوم حاشیۃ سلم العلوم 〃 〃 〃 〃 〃 مطبوعہ

۱۵۔ التحقیق المنطقیۃ علی شرح الشمسیۃ المعروف بالقطبی 〃 〃 〃 〃 〃

۱۶۔ اقامۃ البرہان علی بدیع المیزان 〃 〃 〃 〃 〃

۱۷۔ تذکرۃ المیزان — میر جان اللہ الہ آبادی (بارھویں صدی ہجری) عبدالسلام کلکشن علی گڑھ ۱۸۵

۱۸۔ الرسالۃ فی شبہۃ الاستلزام 〃 〃 〃 〃 〃 ۱۴۳۵/۱۵

۱۹۔ الرسالۃ فی مغالطۃ المعاقبۃ الورود 〃 〃 〃 〃 〃 ۱۴۳۵/۱۶

۲۰۔ الرسالۃ فی شبہۃ نقیض الاعم الاخص 〃 〃 〃 〃 〃 ۱۴۳۵/۱۷

۲۱۔ الحاشیۃ علی التعلیقات الزاہدیۃ — غلام یحیی بن نجم الدین بہاری (۱۱۸۰ھ/۱۷۶۷ء) سبحان اللہ ۱۴۰/۴۵

۲۲۔ الحاشیۃ علی الحاشیۃ الزاہدیۃ علی الرسالۃ القطبیۃ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۱۴۰/۲۹

۲۳۔ الحاشیۃ علی شرح ہدایۃ الحکمۃ — محمد اعلم بن محمد شاکر السندیلی (۱۱۹۸ھ/۱۷۸۴ء) سبحان اللہ ۱۱۰/۴۳

۲۴۔ الرسالۃ فی التشکیک 〃 〃 〃 〃 〃 رضا لائبریری ۲۷۶۱/۴

۲۵۔ الحاشیۃ علی میر زاہد ملا جلال — ملا کمال الدین بن محمد دولت سہالوی (۱۱۷۵ھ/۱۷۶۲ء) مطبوعہ

۲۶۔ 〃 〃 〃 〃 — ملا محمد حسن بن غلام مصطفی لکھنوی (۱۱۹۹ھ/۱۷۸۵ء) فرنگی محل علی گڑھ ۸۱۹/۱۲۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۷۔ الحاشیۃ علی حاشیۃ میر زاہد علی الرسالۃ القطبیۃ ملا محمد حسن بن غلام مصطفی لکھنوی (۱۱۹۹ھ/۱۷۸۵ء) مطبوعہ

۲۸۔ شرح سلم العلوم " " " " " " " "

۲۹۔ الحاشیۃ علی الشمس البازغۃ " " " " فرنگی محل ۹۲۴/۲۷۴

۳۰۔ الحاشیۃ علی شرح ہدایۃ الحکمۃ " " " " خدابخش پٹنہ ۱۸۷۰

۳۱۔ معارج العلوم " " " " رضا لائبریری ۳۷۴۳

۳۲۔ الحاشیۃ علی حاشیۃ میر زاہد علی شرح التہذیب احمد علی بن فتح محمد سندیلوی (۱۲۰۰ھ/۱۷۸۵ء) سبحان اللہ کلکشن ۲۹۷/۲۴/۱۸

۳۳۔ الحاشیۃ علی حاشیۃ میر زاہد " " " " " "

خدابخش ۱۹۴۱، فرنگی محل ۶۰۲/۶

۳۴۔ مجموعۃ الحواشی احمد علی بن فتح محمد سندیلوی (۱۲۰۰ھ/۱۷۸۵ء) سبحان اللہ کلکشن [illegible]

۳۵۔ شرح سلم العلوم " " " " ندوۃ العلماء لکھنؤ ۳۲۵

۳۶۔ الحاشیۃ علی میر زاہد ملا جلال علامہ تفضل حسین خاں (۱۲۱۵ھ/۱۸۰۱ء)

رضا لائبریری ۲۷۷۸

۳۷۔ الحاشیۃ علی شرح السلم لحمد اللہ میر محمد باقر مدراسی (۱۱۹۸ھ/۱۷۸۳ء) فرنگی محل علی گڑھ ۸۴۷/۱۲۹

۳۸۔ الحاشیۃ شرح الجلالیہ " " " " خدابخش ۳۶۴۲

۳۹۔ الحواشی علی شرح التہذیب للدوانی " " " " ۳۶۴۳

۴۰۔ کشف الغین عن شرح حکمۃ العین " " " رضا لائبریری ۲۹۴۳

۴۱۔ الحاشیۃ علی حاشیۃ میر زاہد علی الرسالۃ عبد العلی بحر العلوم فرنگی محلی (۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء) مطبوعہ

۴۲۔ " " " علی الرسالۃ القطبیۃ " " " " " " " "

۴۳۔ " " " شرح التہذیب " " " " " " "

۴۴۔ " " شرح التہذیب لملا جلال " " " " " " "

۴۵۔ " " شرح ہدایۃ الحکمۃ " " " " " خدابخش لائبریری ۱۸۶۸

© rasailojaraid.com

۴۶۔ الحاشیۃ علی حاشیۃ ضابطۃ التہذیب	عبدالعلی بحرالعلوم فرنگی محلی (۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء)	سلطان المکتب ۳۴۲/۴۴
۴۷۔ ” ” میر زاہد امور عامہ	” ” ” ” ”	” ” ” ۳۶۳/۲۰
۴۸۔ الحاشیۃ المتعلقۃ علی الحواشی الزاہدیۃ الجلالیۃ	” ” ” ”	سبحان اللہ ۱۴/۸۰
۴۹۔ العجالۃ النافعۃ	” ” ” ”	خدابخش لائبریری ۳۷۷۹
۵۰۔ التعلیقات علی الافق المبین	” ” ” ”	رضا لائبریری ۲۹۸۹
۵۱۔ شرح سلم العلوم	” ” ” ”	مطبوعہ
۵۲۔ الرسالۃ فی المثناۃ بالتکریر	” ” ” ”	خدابخش ۶۴۹۰
۵۳۔ الحاشیۃ علی میر زاہد	ملا کمال الدین بن محمد دولت سہالوی (۱۱۷۵ھ/۱۷۶۲ء)	فرنگی محل ۲۱۵/۲۹۴
۵۴۔ الرسالۃ فی تحقیق علم الباری	” ” ” ”	رضا لائبریری ۱۲۳۵/۱۵
۵۵۔ الرسالۃ فی المقولات العشر	” ” ” ”	مطبوعہ
۵۶۔ الحاشیۃ علی شرح السلم للقاضی	” ” ” ”	رضا لائبریری ۲۸۰۸
۵۷۔ الحاشیۃ علی رسالۃ میر زاہد	ملا مبین فرنگی محلی (۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء)	سر سلیمان کلکشن ۱۹۰/۹۵
۵۸۔ شرح سلم العلوم	” ” ” ”	مطبوعہ
۵۹۔ الحاشیۃ علی المثناۃ بالتکریر	” ” ” ”	فرنگی محل ۸۷۶/۱۶۸
۶۰۔ الحاشیۃ علی رسالۃ میر زاہد	محمد علیم بن کفایت اللہ گوپاموی (۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء)	فرنگی محل [illegible]
۶۱۔ شرح سلم العلوم	” ” ” ”	ممتاز العلماء لکھنؤ ۷۵
۶۲۔ الرسالۃ فی حل شبہۃ الاستلزام	قاضی نجم الدین علی خاں علوی کاکوروی (۱۲۲۹ھ/۱۸۱۴ء)	فرنگی محل ۱۲۳۵/۲۰
۶۳۔ الحاشیۃ علی رسالۃ میر زاہد	عماد الدین عثمانی اللبکنی تلمیذ بحرالعلوم فرنگی محلی	خدابخش ۱۹۵۲
۶۴۔ ثلث عشرۃ کاملۃ	” ” ” ”	مطبوعہ
۶۵۔ القول الثالث	” ” ” ”	رضا لائبریری ۱۸۱۲/۱

© rasailojaraid.com

۶۶۔ شرح شرح التہذیب لیزدی — محمد ابن عثمان الشبکی تلمیذ بحر العلوم فرنگی محلی — خدابخش ۱۹۹۶

۶۷۔ العقدۃ الوثیقہ " " " " " " ندوہ لکھنؤ ۴۹م

۶۸۔ الحاشیۃ علی الحاشیۃ الزاہدیۃ " " " " " " خدابخش ۲۳۹۷

۶۹۔ الحاشیۃ علی میرزاہد علی الرسالۃ القطبیہ — حیدر علی بن حمد اللہ سندیلوی (۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء) فرنگی محل ۹۳۸/۲۲۹

۷۰۔ الرسالۃ فی حل شبہۃ الاستلزام " " " " سلیمان ۱۴۰/۱۶

۷۱۔ الرسالۃ فی العلم والمعلوم " " " " " "

۷۲۔ التحریرات علی شرح السلم لحمد اللہ " " " " رضا لائبریری ۲۷۶۳/۷

۷۳۔ الحاشیۃ علی شرح ہدایۃ الحکمۃ لصدرا — سید دلدار بن سید معین نصیر آبادی (۱۲۳۵ھ/۱۸۲۰ء) فرنگی محل ۷۵۸/۴۰

۷۴۔ تقریر معدوم والنظیر — سید دلدار بن سید معین نصیر آبادی (۱۲۳۵ھ/۱۸۲۰ء) ندوہ ۳۸

۷۵۔ تہذیب التہذیب — عبدالباسط بن رستم علی قنوجی (۱۲۲۳ھ/۱۸۰۸ء) ایشیاٹک سوسائٹی ۱۲۳

۷۶۔ الحاشیۃ علی حاشیۃ غلام یحییٰ بہاری — حافظ علی اصغر فیض آبادی تلمیذ مولانا بہاری — آصفیہ ۱۳

۷۷۔ رسالۃ الجعل المولف والبسیط — غلام حسین الہ آبادی — خدابخش ۱۳۷۱م

۷۸۔ نقد الجواہر فی شرح ظواہر الجواہر — محمد خیر الدین جونپوری (۱۲۴۳ھ/۱۸۲۷ء) بہار ۳۳۲

۷۹۔ الحاشیۃ علی شرح ہدایۃ الحکمۃ للمیبذی — محمد اصغر فرنگی محلی — فرنگی محل ۷۸۵/۸۶

۸۰۔ العقد المنظوم فی سلک العلوم — شیخ تراب علی خیر آبادی (۱۲۴۲ھ/۱۸۲۶ء) آصفیہ ۲۴۷

۸۱۔ السموحۃ الشافحۃ فی الاصول الراسخۃ — محمد اشرف بن نعمت اللہ صدیقی (۱۲۴۴ھ/۱۸۲۸ء) فرنگی محل ۹۸۴/۲۸۴

۸۲۔ الحاشیۃ علی میرزاہد علی الرسالۃ القطبیہ — علامہ فضل امام بن محمد ارشد خیر آبادی (۱۲۴۴ھ/۱۸۲۹ء) سبحان اللہ ۱۴۶/۹۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۸۳۔ الرقاة	علامہ فضل امام بن محمد ارشد خیرآبادی	(۱۲۴۴ھ/۱۸۲۹ء)	مطبوعہ
۸۴۔ تلخیص طبیعیات الشفاء	〃 〃 〃 〃	〃	سبحان اللہ $\frac{۱۱۰}{۳۱}$
۸۵۔ شرح میزان المنطق	〃 〃 〃 〃	〃	سلیمان کلکشن $\frac{۲۵۴}{۴}$
۸۶۔ الحاشیة علی میرزاہد ملاجلال	〃 〃 〃 〃	〃	ذخیرہ شیفتہ علی گڑھ $\frac{۱۵۴}{۹۰}$
۸۷۔ تشحیذ الاذہان	〃 〃 〃 〃	〃	مطبوعہ
۸۸۔ الحاشیة علی شرح ہدایة الحکمة للصدرا	محمد اعظم بن فیض اللہ قنوجی		سبحان اللہ $\frac{۱۱۰}{۲۱}$
۸۹۔ الحاشیة علی حاشیة میرزاہد علی شرح التہذیب للدوانی	قاضی ارتضا علی خاں گوپاموی	(۱۲۵۱ھ/۱۸۳۵ء)	[illegible] $\frac{۱۶۰}{۵۴}$
۹۰۔ الحاشیة الزاہدیة علی التہذیب	قاضی ارتضا علی خاں گوپاموی	(۱۲۵۱ھ/۱۸۳۵ء)	مطبوعہ
۹۱۔ شرح الزاہدیة علی الرسالة القطبیة	〃 〃 〃 〃	〃	〃
۹۲۔ الحاشیة علی المیبذی	〃 〃 〃 〃	〃	آصفیہ ۲۴۰
۹۳۔ التعلیقات علی شرح السلم لحمد اللہ	〃 〃 〃 〃	〃	〃
۹۴۔ علی مبحث المثناة بالتکریر	〃 〃 〃 〃	〃	مطبوعہ
۹۵۔ التصریحات	〃 〃 〃 〃	〃	〃
۹۶۔ الحاشیة علی المثناة بالتکریر	سید اسمٰعیل لندنی مرادآبادی	(۱۲۵۳ھ/۱۸۳۸ء)	فرنگی محل $\frac{۸۶۷}{۱۶۹}$
۹۷۔ الحاشیة علی شرح التہذیب للیزدی	〃 〃 〃 〃	〃	〃
۹۸۔ الحاشیة علی المیبذی	〃 〃 〃 〃	〃	فرنگی محل $\frac{۹۶۳}{۲۶۴}$
۹۹۔ الحاشیة الظہوریہ	ظہور اللہ بن محمد ولی فرنگی محلی	(۱۲۵۶ھ/۱۸۴۱ء)	سلیمان $\frac{۱۴۰}{۳}$
۱۰۰۔ الحاشیة علی میرزاہد ملاجلال	〃 〃 〃 〃	〃	مطبوعہ
۱۰۱۔ حاشیة الدوحة المیادہ فی حدود الصورة والمادہ	〃 〃 〃 〃	〃	〃
۱۰۲۔ الحاشیة علی المیبذی	حسن علی صغیر محدث لکھنوی	(۱۲۵۵ھ/۱۸۳۹ء)	فرنگی محل $\frac{۸۶۸}{۱۲۰}$

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

122467
Date 26.3.91

۱۰۳۔ الاتفاقات فی بحث العلم — ولی اللہ بن حبیب اللہ لکھنوی (۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء) فرنگی محل ۴۴۱/۲۲۱

۱۰۴۔ الحاشیۃ علی میر زاہد ملا جلال — ولی اللہ بن حبیب اللہ لکھنوی (۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء) فرنگی محل ۹۱۹/۲۲۱

۱۰۵۔ شرح تذکرۃ المیزان — ولی اللہ بن حبیب اللہ لکھنوی (۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء) سلیمان ۱۹/۱۴۰

۱۰۶۔ التنبیہات فی التشکیک " " " " " مطبوعہ

۱۰۷۔ حاشیۃ الصدرا " " " " " "

۱۰۸۔ الحاشیۃ علی شرح ہدایۃ الحکمۃ — سید حسین بن دلدار علی نصیر آبادی (۱۲۷۱ھ/۱۸۵۴ء) فرنگی محل ۵۴۴/۵۹

۱۰۹۔ الحاشیۃ علی مراۃ الشروح — خادم احمد بن محمد حیدر لکھنوی (۱۲۷۱ھ/۱۸۵۴ء)

۱۱۰۔ الرسالۃ فی قاطیغوریاس — علامہ فضل حق خیر آبادی (۱۲۷۸ھ/۱۸۶۱ء) فرنگی محل ۳۴۳

۱۱۱۔ حاشیۃ الافق المبین " " " " " سبحان اللہ ۱۴۰/۸۰

۱۱۲۔ الحاشیۃ علی شرح سلم للقاضی مبارک " " " " " فرنگی محل ۵۸۳/۸۵

۱۱۳۔ الہدیۃ السعیدیۃ فی الحکمۃ الطبیعیۃ " " " " " مطبوعہ

۱۱۴۔ الرسالۃ فی العلم والمعلوم " " " " " رضا لائبریری ۲۸۴۳/۳

۱۱۵۔ الرسالۃ فی الرد علی القائلین بحرکۃ الارض " " " " " برلش لائبریری ۵۱۱۴

۱۱۶۔ الکافی فی حل ایساغوجی " " " " " رضا لائبریری ۳۶۰

۱۱۷۔ الجنس الغالی فی شرح جوہر العالی " " " " " تذکرہ : ۱۶۴

۱۱۸۔ الحاشیۃ علی حاشیۃ غلام یحییٰ بہاری — مفتی محمد عنایت احمد کاکوروی (۱۲۷۹ھ/۱۸۶۳ء) حبیب گنج علی گڑھ ۳۹/۵۴

۱۱۹۔ البیاضات علی شرح القاضی — تراب علی بن شجاعت علی لکھنوی (۱۲۸۱ھ/۱۸۶۵ء) مطبوعہ

© rasailojaraid.com